Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE
وردہ بتول
اندیشہ زوال

اندیشہ زوال

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

از قلم وردہ بتول

All Rights Reserved

Copyright: Wardah Batool (Author)

Published by: Safar-e-Adab

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

khanumaira@safareadab.com

adab@safareadab.om

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ضروری بات

اندیشہ زوال کے تمام جملہ حقوق لکھاری "وردہ بتول" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹفارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔

اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

قسط نمبر:02

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اے ابنِ آدم"

ایک میری چاہت ہے، ایک تیری چاہت ہے،

تو ہو گا وہی جو میری چاہت ہے،

پس اگر تو نے سپرد کر دیا اپنے آپ کو اسکے جو میری چاہت ہے،

تو میں وہ بھی تمہیں دونگا جو تیری چاہت ہے،

اگر تو نے مخالفت کی اسکی جو میری چاہت ہے،

تو میں تمہیں تھکا دونگا اس میں جو تیری چاہت ہے،

پھر ہو گا وہی جو میری چاہت ہے۔

دھڑلے سے گاڑی سٹارٹ کرنے کے بعد زیبائش اپنے تاثرات بحال کر چکی تھی۔

"میرا موبائل کہاں ہو نگا؟" وہ متلاشی نظروں سے زیرِ لب بڑبڑائی۔

"آپ اس کو ڈھونڈ رہی ہیں" نسوانی آواز نے اس کو چونکایا۔

"جی نیلم آنٹی تھینکیو" شکر کا سانس لیتے ہی وہ باہر کی جانب جانے لگی۔

"اتنی جلدی بھی کیا ہے میری بات تو سن لو ذرا" نیلم بیگم اب اس کے سامنے کھڑی تھی۔

"نہیں آپ کہیں میں سن رہی ہوں"۔

"انہیں دیکھ رہی ہو ان کا نام عبد الغفور ہے" دور ایک ٹیبل پر چالیس سے پینتالیس سال کی عمر کے بھاری جسامت کے ایک شخص کی جانب اشارہ کرتے ہوئے نیلم بیگم اب سنجیدہ تھیں۔

"تمہارے انکل کے بہت پرانے دوست ہیں حالیہ عرصے میں ان کی بیوی کا انتقال ہو گیا ہے اور ایک بیٹی اور بیٹا رہ گئے ہیں بہت مالدار پارٹی ہے" زیبائش کا زرد چہرہ دیکھنے کے باوجود نیلم بیگم نے بات کو جاری رکھا۔

"تمہارے ابو کا پتہ لگا تو کافی افسوس کر رہے تھے اور خاصی دلچسپی کا اظہار کر رہے تھے تم میری مانو تو اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دو لائف سیٹ ہو جائے گی تمہاری اخر کب تک تم پاگل ماں اور معذور بہن کا بوجھ سمبھالتی رہو گی تم کہو تو میں اور تمہارے انکل بات کریں"۔

زیبائش کے پاوں سے زمین نکل گئ تھی اسے لگا جیسے کسی نے اسے زوردار تھپڑ رسید دیا ہو اور کچھ تھپڑوں کا درد دل کو ہوتا ہے۔ حیرانی سے بھری آنکھوں کے ساتھ سامنے کھڑی نیلم بیگم کو یک ٹک دیکھنے لگی۔

"آنٹی مجھے دیر ہو رہی ہے" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس کے ہونٹوں سے یہی الفاظ نکلے۔

"ٹھیک ہے لیکن تم غور کرنا میرے مشورے پر" زیبائش اب پوری ہمت سے بس بیرونی دروازے کی جانب لپکی تھی۔ وہ ہر قیمت پر یہاں سے جانا چاہتی تھی۔

دھندلی آنکھوں کے سامنے اب ایک بار پھر سڑک تھی۔ کاش وہ آئی ہی نہ ہوتی بس اسی خیال کے ساتھ اب وہ گھر کا بیرونی دروازہ چابی کے ساتھ کھول رہی تھی۔

"میرے لیے بھی چائے بنا دیں" بالا کی آواز نے زیبائش کو چونکایا۔

"تم کب آیئں" اسے بالا کے آنے کی آہٹ تک سنائی نہیں دے تھی۔

"بس ابھی ہی آپا کیا ہوا ہے آپ اتنی گم صم کیوں ہو گئ ہیں"

"نہیں کچھ نہیں بس تھک گئ ہوں تم پریشان نہیں ہو اور اچھا لگ رہا ہے نا اتنے عرصے بعد کسی گیدرنگ میں جا کر" مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ اب وہ بات کا پہلو بدلنا چاہتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ بالا کے ایک مرتبہ اور اصرار پر وہ پھوٹ پھوٹ کہ رونے لگے گی کبھی کبھار انسان کو بس سننے والا چاہیے ہوتا ہے۔

"ہاں بہت اچھا سب اتنے اچھے تھے اور اسفند بھائی کا جادو تو ابھی تک اترا ہی نہیں شاید ان کی باتیں عام لوگوں جیسی ہی ہوں لیکن میرے آج تک کے تجربے میں اتنا خوش اخلاق میں نے بس انہیں ہی پایا ہے۔ انہوں نے ایک دفعہ بھی میری معضوری پر تبصرہ نہیں کیا۔" بالا اب اسفندیار کی شان مین آسمان زمین کے کلابے ملانے لگی۔

"بس کر جاؤ تم لوگوں سے اتنا ملتی نہیں ہو اس لیے تمہارے لیے یہ انوکھا شخص ہے اس طرح کے بہت سارے دوسرے لوگ بھی ہیں"۔ زیبائش کو اسفند کی اس قدر تعریف کچھ ہضم نہیں ہوئی تھی۔

"یہ لو چائے پیو اور سو جاؤ اور آج امی کے پاس تم سو جاؤ پلیز"

"ٹھیک ہے آپ پھر اکیلی سوئیں گی؟"زیبائش اکیلی تب سوتی تھی جب وہ اداس ہو اس بات سے بالا بخوبی واقف تھی۔

جواباً زیبائش نے سر اثبات میں ہلایا۔

"صاحب جی صاحب جی" پکی عمر کی سکینہ بی بی دروازہ پیٹنے لگی۔

"اللہ کا واسطہ ہے صاحب جی دروازہ کھولیں" اگلی دستک سے پہلے دروازہ کھل چکا تھا سامنے بتیس سال کا بے تاثر چہرے لیے بحرام اور نگزیب کھڑا تھا اس کی نظریں ہی سکینہ بی بی کی سانسیں روکنے کیلیے کافی تھیں۔

"اس وقت کونسی آفت آ گئی تھی آپ کو کہ آپ اپنی موت کے دروازے پر دستک دینے چلی آئیں سکینہ بی بی"۔ سرخ آنکھوں کے ساتھ اب وہ مسکرا رہا تھا اور ایک ایک لفظ چبا کر بول رہا تھا۔

نو بجے کے بعد اس کا کمرہ بجانا منع تھا اور زندگی میں دوسری مرتبہ یہ اصول توڑا گیا تھا۔

"وہ آپ کی امی بے ہوش ہو گئی ہیں" کوئی وضاحت کے بغیر سکینہ نے اپنی جان بچاتے ہوئے کہا۔

شرٹ اور ٹراوزر میں ملبوث وہ سیڑھوں کی جانب دوڑا جہاں سے اب شور آ رہا تھا۔

فرش پر ریناا ور نگزیب بے ہوش پڑی تھی ارد گرد ملازمین انہیں اٹھانے کی کوشش کر رہے تھے پاس ہی اورنگزیب حیدر لاپرواہی سے تماشا دیکھ رہے تھے اور اس منظر میں سب سے انجانی تھی اورنگزیب کی دائیں جانب کھڑی اٹھائیس سالہ لڑکی وہ اس کو پہلی مرتبہ نہیں دیکھ رہا تھا لیکن اس وقت اس کی یہاں موجودگی بحرام کی سمجھ سے باہر تھی۔

"گاڑی نکالیں" اپنی ماں کو اٹھائے اب وہ ملازمین کو حکم دے رہا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

چائے کا مگ لیے زیبائش ٹیریس پر جا کر بیٹھ گئ اور نیچے سے اکا دکا آنے والی گاڑیوں کو دیکھنے لگی دسمبر کی سرد ہوا سے اس کا ناک اور ہونٹ خشک ہو رھے تھے۔ لیکن آنکھیں نم تھیں۔

"میں آج بھی کسی کو جواب کیوں نہیں دے پاتی نیلم آنٹی کتنا کچھ مجھے کہ گئ اور میں خاموش رہی"۔ اب وہ دل ہی دل میں خود کو ملامت کرنے لگی کہ اچانک اسے خیال آیا۔ کمرے سے زیبائش اپنا موبائل اور ہیڈ فون لے آئ اور اب انہیں کانوں میں ڈالنے لگی۔ کچھ دیر میں اس کے کانوں میں چاشنی گھلنے لگی۔ اس کے آنسوں اب اسے تسکین دینے لگے۔ گرم چائے کے گھونٹ بھرتے ہوئے اس کے اندر کی سردی غائب ہونے لگی اور بولتا ہوا شہریار اب اپنا موضوع بتانے لگا۔

"سامعین کل ہم نے تیمم کے موضوع پر بات کی تھی اس کے مسائل اور قران کس طرح تیمم کے طریقے کو ڈسکس کرتا ہے اور اس سے منسوب آیتوں کو بھی ہم نے پڑھ لیا تھا۔"

زیبائش کی چوری پکڑی گئ تھی اس نے کل کا لیکچر نہیں سنا تھا اور اسے شدید شرمندگی ہو رہی تھی وہ جانتی تھی کے دنیا کے کسی دوسرے کونے پہ بیٹھے ملک شہریار کو نہیں پتہ چلے گا لیکن اس شخص کی کسی بھی بات کو نہ سنناوہ جرم سمجھتی تھی۔

"بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ "زیبائش کا دل کسی نے مٹھی میں کر لیا تھا اتنی باا ثر آواز اس نے نہیں سنی تھی وہ ہر بار اس کی تلاوت کو سن کر ایسے ہی محظوظ ہوا کرتی تھی۔

"اَلَمۡ ت-رَاِلَی الَّ-ذِیۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِیۡبًا مِّنَ الۡکِتَابِ یَشۡت-رُوۡنَ الضَّلَال-ةَ وَیُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تَضِلُّوا السَّبِیۡلَ" ارد گرد کی چیزیں تھم گئ تھیں ہوا اب گرم ہو چکی تھی جیسے ہر چیز کو اس کی آواز نے پگھلا دیا ہو۔

"وَاللّٰ- ہُ اَعۡلَمُ بِاَعۡدَآئِکُمۡ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰ- ہِ وَلِیًّا ۫ وَّکَفٰی بِاللّٰ- ہِ نَصِیۡ-رًا" آسمان پہ چمکتے چاند نے ہر سو اجالا کر دیا تھا۔

"تو یہ آیتیں تیمم کے موقع پر نازل ہوئی تھیں جب یہودیوں نے مسلمانوں کا مزاق اڑانا شروع کر دیا اور ڈیگریڈ کرنے کی کوشش کرنے لگے"۔ اب وہ پسِ منظر بتانے لگا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اس موقع پر مسلمانوں کا حوصلہ بڑھانے کیلیے اللہ تعالی نے ان آیتوں کو نازل کیا تھا" اس کی آواز میں سنجیدگی تھی لیکن گرم جوشی اب بھی برقرار تھی۔

"کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کچھ حصہ کتاب سے ملا ہے وہ گمراہی خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راستہ گم کر دو"۔

"اگر ہم اس آیت کو اپنی زندگیوں میں دیکھیں۔ اچھا چلیں ہم غور کرتے ہیں کتاب؟ کونسی کتاب؟ آسمانی کتابوں میں سے کوئی ایک اور اس کا کچھ حصہ مطلب؟ مطلب یہ کہ یہودی جنہیں اللہ نے ہماری ہی طرح کوئی اور کتاب دی تھی لیکن انہوں نے گمراہی خریدی کوئی گمراہی خرید تا کیسے ہے؟ اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ گمراہیاں ٹھوکریں ذلالت اور غلط رستہ کبھی کبھار ہماری اپنی چوائس ہوتی ہے وہ چیزیں جن پر ہم پچھتاتے ہیں وہ ہم نے اپنے لیے خود چنی ہوتی ہیں۔ how strange ہیں نا؟ زیبائش کو لگا جیسے وہ اس سے مخاطب ہے۔

"اور ایسے لوگ کیا کرتے ہیں اپنے پچھتاووں میں دوسروں کو بھی شامل کرنا چاہتے ہیں تاکہ جو لوگ صحیح رستے پر ہیں وہ بھی ان کے پچھتاووں میں مل کر ان کے خسارے میں کمی کر سکیں چلیں میں کچھ آسان کرتا ہوں" زیبائش کسی سحر میں قید ہو گئی تھی وہ اس کے ہر لفظ پر غور کر رہی تھی۔

"اچھا فرض کریں کوئی بہت اچھی جاب ہے یا کوئی ڈریس جسے آپ اپنی بے وقوفی کی وجہ سے کھو دیں تو آپ کو یقیناً بہت دکھ ہو گا اب اس کے بعد دو طرح کے لوگ ہونگے ایک جو اگلے آنے والے شخص سے جلنے کے بجائے اسے اپنی بے وقوفی سے آگاہ کریں گے اور دوسرے وہ لوگ ہونگے جو اپنی کھوی ہوئی چیز کو دوسرے کو بھی حاصل نہیں کرنے دیں گے۔ وہ چاہیں گے کہ آپ اس مقام پر نہ پھنچیں جہاں وہ کبھی خود کو دیکھتے تھے۔ پھر ایسے لوگ آپ کو ڈیگریڈ کریں گے جیسے صحابیوں کا مزاق اڑاتے تھی انہیں ڈیگریڈ کرتے تھے۔ اب ایسے میں ہم کیا کریں ان کی تلخ باتوں کا ہم کیسے مقابلہ کریں جواب میں ہم کیا کہیں کہ ان کی بولتی بند ہو جائے؟ زیبائش کو اپنے کچھ دیر پہلے کے جملے یاد آئے وہ بھی نیلم بیگم کی بولتی بند کرنا چاہتی تھی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تو میں نے بڑا سوچا کہ کیا جائے پھر ایک واقعہ میری نظروں کے سامنے سے گزرا جس نے سارا مسئلہ حل کر دیا۔ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر کو کوئی شخص باتیں سنانے لگا بغیر کسی وجہ کے حضور بھی وہیں تشریف فرماء تھے اب حضرت ابو بکر خاموشی سے سن رہے ہیں اور حضور ﷺ مسکرا رہے ہیں جب وہ بندا حد سے بڑھ گیا تو حضرت ابو بکر نے خاموشی توڑی اور اسے جواب دینے لگے ایسے میں حضور ﷺ وہاں سے تشریف لے گ ئے حضرت ابو بکر سمجھ گ ئے کہ کوئی بات ہو گئی ہے وہ حضور کے پاس گ ئے اور کہنے لگے جب وہ بندہ مجھے باتیں سنا رہا تھا تب آپ مسکرا رہے تھے اور جب میں نے زرا سا کچھ کہا تو آپ خفا ہو گ ئے تو آپ لوگوں کو پتہ ہے حضور نے کیا جواب دیا کہ ابو بکر جب تک تم خاموش تھے تو تمہاری جگہ فرشتہ جواب دے رہا تھا اور جب تم بولنے لگے تو فرشتہ چلا گیا کی بھئی اب یہ خود ہی بولے۔" شہریار کچھ دیر کیلیے خاموش ہو گیا ایسا لگ رہا تھا کہ وہ اپنی آواز کی کپکپاہٹ چھپانا چاہ رہا ہو۔ زیبائش نے اس جواب کی بلکل توقع نہیں کی تھی اس کا ملال غائب ہو چکا تھا۔ اب اس کے چہرے پر واضح اطمینان تھا۔

" یہ واقعہ شاید کسی کیلیے اتنا اثر انداز ثابت نہ ہو لیکن میرے لیے یہ ایک سہارہ ہے یہ ایک اطمینان ہے کہ مجھے کچھ بولنے کی بھی ضرورت نہیں ہے ظاہر سی بات ہے میرے جوابوں سے زیادہ ہی اچھے جواب ہونگے فرشتوں کے تو نتیجہ یہ ہوا کہ دوسروں کے پچھتاووں کو کم کرنے کا کوئی ٹھیکہ نہیں اٹھایا ہوا آپ نے آج کے بعد آپ نے ایسے لوگوں پر ترس کھانا ہے کہ بیچارے اپنی محرومیوں کو دیکھ کر ملال میں عمر گزار رہے ہیں اور ایسے شخص آپ نہ بن جایں اس کا بھی دھیان رکھیں بہت معذرت آج کا لیکچر مختصر ہو گا اگلی آیت انشاءاللہ کل پڑھیں گے تب تک کیلیے اللہ حافظ "۔

سحر ٹوٹ چکا تھا زیبائش اپنے آنسوں صاف کر کہ کمرے میں جا چکی تھی۔

" اسے کہو کہ اب آ ہی گیا ہے تو کوئی ہاتھ پاوں مارے جاب واب ڈھونڈے" جاوید ہاشمی ناشتے کے ٹیبل پر بیٹھی نیلم بیگم کو کہنے لگے اور سامنے بیٹھے اسفندیار کو خفگی سے دیکھنے لگے۔

"جی ابو میں نے سی وی دے دی ہے ایک دو ہاسپٹل میں" بریڈ پر جیم لگاتے وہ سنجیدگی سے بولا تو جاوید صاحب نے ایک فرمائشی قہقہ لگایا۔

"لو جی لاڈلے کی باتیں سنی ہیں اوہ میاں یہ پاکستان ہے سی وی دے کر تمہارا کام ہو جائے گا جس ہاسپٹل میں تمہیں جاب چاہیے اس کا نام ایڈریس وغیرہ مجھے بھیج دینا۔۔۔۔۔۔ سی وی جمع کروا دی ہے" اب وہ ایک بار پھر مسکرائے۔

اسفند ان کا اشارہ سمجھ گیا تھا لیکن وہ خاموش رہا۔

"ایسے نہیں تو ویسے سہی" اسفند نے دل میں سوچا۔

"رات کو کہاں گ ئے تھے پتہ تھا نا کہ تمھارے ل ئے دعوت رکھوائی ہے اور شہزادے منظر سے غائب"

رات کو اسفند کمرے میں چلا گیا تھا جس کی وجہ سے جاوید صاحب اب اس سے پوچھ رہے تھے۔

" کہیں نہیں بس یہیں دوستوں کے ساتھ گھومنے پھرنے گ ئے تھے" اسفند لاپرواہی سے چائے کے گھونٹ بھرنے لگا۔

"یہی کرنے تو تم آئے ہو کوئی احساسِ ذمہ داری نہیں ہے تم میں میں تنگ آگیا ہوں تمہارے اس قدر غیر سنجیدگی سے۔۔۔۔۔" جاوید صاحب رٹی رٹائی پٹی کو پھر سے دہرانے لگے۔ اور اسفند مسکراتے ہوئے انہیں دیکھنے لگا وقفے وقفے سے سر اثبات میں ہلاتا جس سے جاوید صاحب مزید چڑ جاتے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ڈاکٹر آپ کو وارڈ نمبر چھ میں بلا رہے ہیں" ایک نرس نے آکر زیبائش کو آطلاع دی جو کہ ایک مریض کی ہسٹری لے رہی تھی۔

"چلیں میں آتی ہوں تھوڑی دیر میں"

آٹھ سے نو سال کی بچی وارڈ کی ایک کرسی پہ بیٹھی بیرونی دروازے کو دیکھتی اور پاس نیم بے ہوش شخص کو تسلی کے کچھ الفاظ کہتی کہ اتنے میں زیبائش وہاں آئی۔

"آیئں ڈاکٹر زیبائش" سینئر سرجن یعقوب زیبائش کو آتا دیکھ کر بولے۔

"سامنے وہ باپ بیٹی نظر آرہے ہیں ان کا مسئلہ سن لیں جا کر"۔ ڈاکٹر یعقوب سینئر ہونے کی وجہ سے اکثر جیونئر ڈاکٹرز کو اپنے کاموں کیلیے بلا لیا کرتے تھے زیبائش کو آج بھی معاملہ ایسا ہی لگا۔

زیبائش کو اپنے قریب آتا دیکھ کر وہ لڑکی اس کی جانب لپکی۔

"بی بی یہ میرے ابے کا ٹیسٹ دیکھ لے" اپنے ہاتھ میں رپورٹس لیے وہ بار بار اپنی پھٹی چادر سر پر ٹکاتی اسے دیکھ کر لگتا تھا کہ وہ کافی دیر سے منتظر بیٹھی تھی۔

"اچھا آپ بیٹھیں میں دیکھتی ہوں آپ بتائیں ہوا کیا تھا" صحیح سے اردو تک نہ بول پانے والی زینب اپنے باپ کی ٹانگ کو پکڑے اب بولنے لگی۔

"اس کے نا بازو میں درد شروع ہو گیا تھا کافی دن ہم نے مالش کی ہمارے گاوں میں حکیم بھی ہے اسے بھی دکھای تھی اس نے کہا بڑے ڈاکٹر کو لے کر جاو ہائے بی بی ابا چھٹیاں لے کر آیا ہے ہم اوووڈیرہ غازی خان سے آیئں ہیں اسے جلدی ٹھیک کر دو" معصوم سے چہرے پر دنیا ساری کا درد عیاں ہو تا تھا۔

"اچھا تو ان کا ڈابیٹیز کا ٹیسٹ ہوا ہے" زیبائش زیرِ لب بڑبڑائی۔ اب وہ اس کے ہاتھ سے رپورٹس لے کر خود دیکھ رہی تھی.

"آپ کے ساتھ کوئی اور نہیں ہیں کوئی بڑا"

"میں ہوں نا میں بڑی لڑکی ہوں ابا کی" جواب سن کر زیبائش اس کو کافی دیر دیکھتی رہی اپنی مخصوص فیلڈ کی وجہ سے زیبائش کا اس طرح مریضوں سے کم ہی سامنا ہو تا تھا۔

"ڈاکٹر یعقوب انہیں شوگر ہیں اور ان کی ٹانگ کاٹنی پڑے گی بلڈ فلو نہیں کر رہا کلاٹس بن گ ئے ہے" زیبائش رپورٹس لیے ڈسکس کرنے لگی۔

"اوکے سو پرابلم کیا ہے آپ بتا دیں" ڈاکٹر یاقوب کو زیبائش کا رپورٹس ڈسکس کرنا عجیب نہیں لگتا تھا وہ اس کی طبیعت سے واقف تھے۔

"سر کوئی بڑا نہیں ہے مریض کے ساتھ بچی ہے چھوٹی اب اسے کیسے بتاوں اسے سمجھ بھی نہیں آئے گی" زیبائش ترس کھانے کے انداز میں کہنے لگی۔

"اوہ کم آن زیبائش بیٹے ختم کرو یہ ترس کھانے والی عادت اب اس طرح تم ایک ہی مریض کو لے کر بیٹھی رہو گی میں نے یہ کیس آپ کو اسی لیے دیا تھا now deal with it" حتمی انداز میں ڈاکٹر یعقوب نے کہا۔

"وہ میں۔۔۔۔۔۔"

"زیبائش جسے آپ چھوٹی بچی کہہ رہی ہیں اس کی نو سالہ زندگی کا تجربہ آپ شاید ہی کبھی حاصل کر سکیں مسائل ان کی زندگی کا حصہ نہیں ان کی زندگی ہیں وہ بچی ڈیرہ غازی خان سے یہاں اکیلی آئی ہے اپنے باپ کو لے کر just look at her courage آپ کی بات سمجھے گی آپ جایئں" ڈاکٹر یعقوب کا لہجی دھیما تھا۔

"بچے آپ کے بابا کو شوگر ہے" بہت ہمت کے بعد زیبائش نے بولنا شروع کیا۔

"شوگر کا پتہ ہے؟"

زینب نے سر نفی میں ہلا دیا۔

"بس یہ بیماری ہے آپ کے بابا کو اب میٹھا نہیں کھانا ہو گا پرہیز کرنا ہو گا" اب وہ رکی تھی۔

"اور ہمیں ان کی ٹانگ کاٹنی ہو گی شوگر کافی بڑھ چکی ہیں کچھ دوائیاں بھی دیں گے"۔ زیبائش اب زینب کا اڑھا چہرا دیکھنے لگی۔

"میں نہیں کاٹنے دوں گی ٹانگ ہم بھوکے مر جایئں گے کام کون کرے گا نہیں نہیں" زینب چیخنے لگی۔

"بچے اس کے علاوہ کوئی حل نہیں ہے ورنہ آہستہ آہستہ باقی اعضاء بھی کاٹنے پڑیں گے" زیبائش کو اس پر بہت ترس آیا تھا۔

"بی بی ہمارے پاس بھی اور حل نہیں ہے معذوری کی زندگی کا پتہ بھی ہے یہ تو معذور ہو گا ساتھ ہم بھی مریں گے۔ تمہارے سینے میں دل نہیں ہے کچھ اور کرو ٹانگ نہ کاٹو" الفاظوں کا چناؤ خاصا تکلیف دہ تھا لیکن وہ خود کو اسی قابل سمجھتی تھی الفاظ دہرائے گئے تھے اس کے اپنے الفاظ۔

پاس لیٹے اس کے باپ پر ڈرپ کا اثر ختم ہو رہا تھا اور وہ رونے لگی تھی۔

زیبائش سے بہتر کون جانتا تھا معذوری کا دکھ جسمانی اور ذہنی معضوری کا دکھ لیکن اس بچی کے آگے وہ کچھ بول نہ سکی۔ڈاکٹر یعقوب بھی وہاں آگئے تھے۔

زیبائش دبے پاوں لیے وارڈ سے باہر آگئی اسے ڈاکٹر یاقوب پہ بہت غصہ آیا تھا۔

"یار اب بس بھی کرو پتہ نہیں تم ڈاکٹر کیوں بن گیئں اور پھر جنرل سرجری میں آنے کا کیا شوق چڑا تھا اتنا سا تم سے برداشت ہوتا نہیں "جنت زیبائش کو سمجھانے لگی۔

"میری بات سنو ڈاکٹر یعقوب کو پتہ ہے مجھ سے نہیں ڈیل ہوتے ایسے کیس پھر وہ مجھے بار بار کیوں آکورڈ سچویشن میں ڈالتے ہیں" کیفیٹیریا میں بیٹھ کر اب وہ جوس پی رہی تھی۔

"اچھا چھوڑو یار جانے دو "جنت اب اس کا موڈ ٹھیک کرنے لگی۔

"کیوں آیئں ہیں آپ یہاں" بحرام اورنگزیب کی ہسپتال آمد پر شدید تلملایا تھا۔

"اوہ پلیز تم بھی اپنی ماں کے ڈراموں میں شامل نہ ہو جاؤ کچھ نہیں ہوا اسے "اورنگزیب لاپرواہی سے آنکھیں گھمانے لگے۔

"اگر وہ ڈرامے بھی کر رہی ہیں تو بھی اپنی ماں کے ڈراموں میں بھی میں ساتھ دوں گا" انگلی اٹھا کر اس نے تنبیہ کی۔

"آپ اپنی مدر کو لے کر جاسکتے ہیں ڈسچارج کرنے سے پہلے ریسیپشن پر کچھ پیپر ورک کرنا ہو گا"۔نرس نے آکر انہیں ٹوکا تھا۔

"اوکے تھینکیو" اس نے نرم مسکراہٹ کے ساتھ نرس کو دیکھا اور ریسیپشن کی جانب چلا گیا۔

"ممی ڈرامے کم کیا کریں پلیز" وہیلچیئر کو چلاتے ہوئے بحرام جھک کر رینا اورنگزیب کے کان میں بولا تو ان کے رونگٹے کھڑے ہو گ ئے۔

"تمہارا باپ تم سے بھی کم عمر لڑکی سے شادی کر آیا ہے اور تم کہتے ہو کہ میں ڈرامے کر رہی ہوں شرم آنی چاہیے تمہیں"۔رینا اورنگزیب روہانسی ہو گئ تھی۔

"ممی یہ تو ہونا ہی تھا پھر اس پر اتنا اوورریئکٹ کرنے کی کیا ضرورت تھی"۔

"مجھے شک ہے کی تم میری ہی اولاد ہو اپنے باپ کی دوسری شادی پر اتنے پرسکون ہو حد ہو گئ ویسے"۔رینا بحرام کی اس قدر غیر سنجیدگی سے حیران ہوئ تھئ۔

"یہ آپ دونوں کا معاملہ ہے"۔ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اب وہ بیلٹ لگا رہا تھا۔

اس سے پہلے رینا اور نگزیب کچھ اور کہتی بحرام فون پر بات کرنے لگا اور پورا رستہ فون بند نہ ہوا یہ اس کی ترکیب تھی اور رینا اور نگزیب اس سے بخوبی واقف تھیں۔

جوس پیتے ہوئے اس کے ارد گرد کی دنیا تھم گئ اور منظر بدل گیا تھا۔

"زیبو اٹھو تمہاری بہن کو کچھ ہو گیا ہے اچانک اپنے ماموں کو فون کرو کوئ ٹیکسی بلاؤ خدا را کچھ کرو"۔ رضوانہ نم آنکھوں کے ساتھ زیبائش کو اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی اور پسینے سے اس کا ماتھا شرابور تھا۔

چھوٹی عید کی چھٹیوں میں زیبائش گھر آئ ہوئ تھی جب بالا اچانک بیمار ہو گئ۔

"ابو کہاں ہیں" اس کے دماغ میں پہلا خیال اپنے باپ کا آیا تھا ہر مشکل میں عموماً لڑکیوں کو پہلا خیال اپنے سائبان کا ہی آتا ہے۔

"زیبو میں جو کہہ رہی ہو وہ کرو نہیں آیا تمہارا باپ گھر" رضوانہ کے چہرے پر نجانے کتنے رنگ آے اور چلے گ ئے۔

"اچھا میں ٹیکسی بلاتی ہوں اور ماموں کو بھی فون کرتی ہوں" اس کی نیند یک دم غائب ہو گئ تھی جب سائبان میسر نہ ہوں تو اپنا سائبان خود بننا بھی اسے آتا تھا۔

ایمر جنسی کی راہداری میں وہ دونوں بالا کو لے کر پہنچ چکے تھے اور فوری سروس کے تحت بالا کو آئی سی یو میں لے جایا گیا تھا۔

دور راہداری میں سیاہ کرتے اور سفید شلوار میں ملبوس بحرام اپنی ماں کے ساتھ آتا دکھائ دے رہا تھا رات کے ایک بجے اسے وہاں دیکھ کر زیبائش کو دھچکا لگا تھا۔

"کیا ہوا رضوانہ بیٹا زیبو کیا ہوا ہے؟" رینا بیگم کے لہجے سے پریشانی جھلک رہی تھی۔

"کیا بتاوں بالا کو اچانک کچھ ہو گیا جھٹکے لگنے لگے میرے تو جسم میں سے جان ہی نکل گئ" بتاتے ہوئے بھی رضوانہ رونے لگی تو رینا نے اسے گلے لگا لیا۔

"فکر نہیں کرو وہ ٹھیک ہو جائے گی جہانگیر بھائ کہاں ہیں"

"ابو گھر پہ نہیں ہیں" زیبائش نے خاموسی توڑی تو بحرام اس کی جانب متوجہ ہوا فقط اس کی آواز ہی اسے متوجہ کر سکتی تھی۔

"اچھا پھوپھو میں ڈاکٹر سے ملتا ہوں آپ گھبرایئں نہیں ہم اسے کچھ نہیں ہونے دیں گے "۔

کچھ دیر میں ڈاکٹر آئی سی یو سے نکلتا دکھائی دیا تو زیبائش اور بحرام اس کی جانب لپکے۔

"دیکھیں ان کی کنڈیشن بہت کریٹیکل ہے انہیں storke ہوا ہے" ڈاکٹر نے خاموشی توڑی۔

"اس میں معذوری کا بھی چانس ہوتا ہے مریض پہلے سے ہی کافی ویک ہیں آپ بس دعا کریں فلحال وہ وینٹیلیٹر پر ہیں" زیبائش دو قدم پیچھے ہٹ گئ تھی۔

"پھوپھو وہ ٹھیک ہے آپ بس دعا کریں اور زیبائش آپ میرے ساتھ آیئں" دھیمے لہجے میں وہ حکم صادر کر کہ وہاں سے چلا گیا۔

"زیبائش آپ خود کو سنبھالیں اس طرح پھوپھو بھی ہمت کھو دیں گی"۔ چائے کا آرڈر کر کہ وہ اس کو لے کر ایک ٹیبل پر بیٹھا تھا۔

"جی" زیبائش گردن نیچے گرائ روکھے سے انداز میں بولی۔

"آپ کو تکلیف ہوئ آپ یہ، میں امی نے کہا تھا ورنہ میں آپ کو زحمت نہ دیتی" چائے پکڑتے ہوئے زیبائش نے بحرام سے تکلفی کلمات کہے تو وہ اسے بے یقینی سے دیکھنے لگا۔

"زحمت؟ نائیس" اس کی آنکھوں میں دکھ آیا تھا۔

"دیکھو اتنا کوئ بڑا مسئلہ نہیں ہے۔۔۔"

"آپ کیلیے نہیں ہو گا مسئلہ لیکن آپ نے سنا معذور ہو سکتی ہے وہ آپ کو کیا پتہ معذوری کا آپ کے تو سینے میں دل ہی نہیں ہے"۔ اونچا بول کر اس نے بحرام کی بات کو کاٹا تھا اور اب کپکپاہٹ کی وجہ سے وہ چپ ہو گئ تھی۔

باقی کا سارا وقت وہ خاموشی سے چائے پیتے رہے۔

اردگرد سب بحال ہو گیا منظر ایک بار پھر کیفیٹیریا میں بدل گیا اور جوس ختم ہو چکا تھا۔

"کون آیا ہے جہانگیر نہیں مارو بالا یہ دیکھو چھپ جاؤ سارے۔۔۔"رضوانہ کی آوازیں اس فلیٹ سے باہر جانے لگی تھیں۔

"امی کچھ نہیں ہوا دوا نہیں لی بالا کہاں ہے؟"زیبائش اپنی ماں کو کمرے میں لے جانے لگی جب بالا بھی ادھر آ گئی۔

"آپا ان کی دوا ختم ہو گئی تھی مجھے یاد نہیں رہا اور تب سے ان کی طبیعت خراب ہوئی ہے"۔

"اف ابھی تو کوئی دکان نہیں کھلی ہو گی تم کوئی سلیپنگ پلز دے دو"اپنے ماتھے پہ ہاتھ پھرتے ہوئے وہ بے چین لگ رہی تھی۔

"اچھا"بالا سلیپنگ پلز لیتی ہے یہ بات زیبائش کے منہ سے سن کے وہ چونکی تھی۔

زیبائش سونے کیلیے کمرے میں آئی تھی رضوانہ کے ساتھ آج بھی بالا سوی تھی اپنے بالوں کو کیچر سے آزاد کرتے ہوئے زیبائش کی نظر سائڈ ٹیبل پر پڑی جہاں ایک خاکی لفافہ پڑا ہوا تھا۔

"یہ تو۔۔۔"زیبائش حیران ہوئی تھی۔

"ان کو ہر بات کیسے پتہ چل جاتی ہے"خاکی لفافے میں جہانگیر کی پہلی پینشین کا چیک اور ایک نوٹ پڑا ہوا تھا۔

"You're welcome"زیبائش نے اس پہ لکھے الفاظ کو دہرایا تو اس کے چہرے پہ مسکراہٹ آ گئی۔

ΔΔΔΔ

"جی ابو آپ نے بلایا تھا"اسفند اپنے باپ کے ساتھ قریبی صوفے پر آ کر بیٹھ گیا۔

"ہاں وہ میں کہہ رہا تھا کہ کل سے تم جاب پہ جانا شروع کر دو جاب ہو گئی ہے تمہاری"اخبار پہ نظریں ٹکائے وہ لاپرواہی سے بولے۔

"لیکن مجھے کوئی فون نہیں آیا انہوں نے کہا۔۔۔"

"سول سروسز میں ہے تمہارا باپ دماغ سٹھیا گیا ہے اس طرح کبھی نہیں آتا فون ایک تو تم منہ اٹھا کہ پاکستان آ گئے اتنی بنیادی چیزیں تمہیں نہیں پتہ"اسفند کی بات کاٹ کر جاوید صاحب برہم ہو کر اسے ڈانٹنے لگے۔

"مجھے نہیں چاہیے سفارش پہ جاب" اسفند نے دل میں بولا۔

"جی بہتر" سیڑھوں کی جانب جانے سے پہلے اس نے آخری فقرہ بولا۔

"بھائی مجھے دوست کے گھر چھوڑ دیں" ایمن نے ہیلز پہنتے ہوئے اسفند کو مخاطب کیا۔

"بھائی کیوں چھوڑ دیں تمہیں وہ میرے ساتھ پارک جایں گے" امل نے غصے سے ایمن کو گھورا۔

"بہت بدتمیز ہو گئ ہو تم امل ساری تمیز بھایوں کیلیے نہیں ہوتی میں بھی بڑی ہوں تم سے" دونوں ہیلز پہن کر اب وہ امل کے سامنے کھڑی تھی۔

"یار لڑو نہیں دونوں کو چھوڑ دیتا ہوں ایمن کو دوست کے گھر چھوڑ کر ہم دونوں پارک چلے جایں گے ٹھیک ہے امل"۔ حتمی انداز میں کہنے کے باوجود اس نے امل کی رائے پوچھی۔

"چلو ٹھیک ہے کیا یاد کرو گی تم" امل نے بالوں کو ایک جھٹکا دیتے ہوئے اسفند کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"امل یہ تم کیا ہو تا ہے آپ بولا کرو" اسفند کی آواز پہ امل نے چہرہ اٹھایا۔

"اچھا" ایمن کو دیکھتے ہوئے اس نے خفگی سے کہا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

دور عالی شان ایک کنال پہ تعمیر کی گئ محل جیسی کوٹھی آج پر رونق تھی۔

"آج ناشتے پہ سب کو دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہے"۔اورنگزیب سربراہی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولے۔

"حالیہ کچھ دنوں میں جو واقعات ہوئے ہیں ہمیں انہیں بھول کر آگے بڑھنا چاہیے اور ایک دوسرے کو کھلے دل سے قبول کرنا چاہیئے"۔ اپنی دائیں جانب مریم کو دیکھتے ہوئے اورنگزیب رعبدار آواز سے بولتے ہوئے چپ ہوئے۔

رینا اورنگزیب نے بمشکل اپنا غصہ اندر اتارا اور اپنے پاس بیٹھے بحرام کی کلائی کو زور سے پکڑا۔

"کالم ڈاون ممی"۔ اپنی ماں کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بحرام نے سرگوشی کی۔

"دیکھو محبت کی کوئ عمر نہیں ہوتی اور وہ کافی مجبور تھی" رینا اورنگزیب کے سامنے اورنگزیب اب صفایاں دینے لگا۔

"اور میں نے تمہیں کتنا سمجھایا تھا پھر بھی تم نے ناشتے پہ کیا حرکت کی".

"ایک لفظ نہیں بولنا اور نگزیب ایک لفظ نہیں بولنا میں نے ناشتے پہ اف تک نہیں کہا میرا بس چلتا تو اسے گھر سے باہر پھینک دیتی اور تمہیں میری شرافت راس نہیں ہے اور۔ کونسی محبت کی بات کر رہے ہو جو 35 سال پہلے مجھ سے ہو گئ تھی اور پوتے دیکھنے کی عمر میں اپنی سیکرٹری سے ہو گئ"۔ کمرے میں لگے صوفے سے اٹھ کر رینا نے ساری بھڑاس اورنگزیب پر نکالی۔

"ممی میں جارہا ہوں اپنی ماں اور باپ کے سر پر بوسہ دیتے ہوئے بحرام ایک جھٹکے میں کمرے میں آیا اور چلا بھی گیا۔

"کچھ سیکھنا چاہیے تمہیں اپنے بیٹے سے کتنا میچیورری ایکٹ کیا کے اس نے اور تم اتنی سادہ سی بات نہیں سمجھ رہی۔ تم سے محبت میں کمی تھوڑی نہ آئی ہے"۔ اورنگزیب اب کوٹ پہنتے ہوئے رینا کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرنے لگے۔

"ویسے ٹھرکپن کی بھی ناحد ہوتی ہے انسان کے سینے میں ایک ہی دل ہوتا ہے اور اس دل کا ایک ہی مالک ہوتا ہے"۔ آنکھوں میں نمی لیے رینا کمرے سے جا چکی تھی۔

ΔΔΔΔΔ

"بالا یہ لفافہ کون دے کر گیا تھا" زیبائش جاننے کے باوجود خاکی لفافہ لیے تصدیق کرنے لگی۔

"یہ تو بحرام بھائی کا بندہ آیا تھا وہ دے کر گیا ہے۔ فضول کے احسان کرنا اس بندے کی فطرت ہے"۔ بالا نے اپنے گھر کی اکلوتی ملازمہ شگفتہ کو پلیٹ پکڑاتے ہوئے کہا۔

جوابا زیبائش خاموش رہی۔

"اچھا میں چلتی ہوں آج جلدی آؤں گی تمہاری فیزیو تھیراپسٹ کو بھی ساتھ لاؤں گی"۔ رضوانہ کے کمرے میں جاتے ہوئے زیبائش نے قدرا اونچا بولا۔

"امی میں جا رہی ہوں یہ دوائی کھالیں"۔ وہ 9 بجے ہی رضوانہ کی دوائی لے آئی تھی۔ رضوانہ رات کے مقابل سنبھلی ہوئی لگ رہی تھی۔

Safar-e-Adab

"جاؤ بیٹا خیر سے جاؤ یہ روز کہاں چلی جاتی ہو"۔ بھاری دوائیوں کی وجہ سے وہ اپنی یاداشت کافی حد تک کھو چکی تھی۔

"کہیں نہیں امی کام پہ جاتی ہوں نا" مسکراتے ہوئے اسے اپنی آنکھوں میں پانی اترتا محسوس ہوا۔

"ہیلو مس زیبائش" اپنے عقب سے جانی پہچانی آواز سن کر زیبائش فوراً مڑی اور اس کے سامنے چمکتا دمکتا اسفندیار کھڑا تھا۔ زیبائش کو اس رات کی جھلکیاں دکھائی دینے لگی بمشکل وہ مسکرائی۔

"اوہ ہیلو آپ کو اتنی جلدی یہاں دیکھنے کی توقع نہیں تھی"۔

"ارے نہیں جوائنگ تو میری کل ہے آج میں ایسے ہی آیا ہوں as a visitor" اس کے چہرے پر مسلسل مسکراہٹ تھی۔

"اوہ نائس" وہ اس سے بلکل نہیں ملنا چاہتی تھی۔

"اچھا آپ سرجیکل وارڈ میں ہوتی ہیں تو تھوڑا ٹوور کروا دیں"۔

"جی ضرور"۔

اب وہ اسے مختلف جگہوں پر لے کے جانے لگی۔

"آپ کو کوئی کام نہیں ہوتا" اسفندیار کے سوال پہ زیبائش کے ماتھے پہ بل نمودار ہوئے۔

"جی" سوالیہ نظروں سے وہ اسفند سے صفائی مانگنے کے انداز میں بولی۔

"وہ میرا مطلب آپ اتنی فارغ ہیں کہ مجھے ٹوور کروا رہی ہیں" زیبائش کو شدید غصہ دلاتے ہوئے بھی وہ مسکرا رہا تھا۔

"یار یہ بندہ پاگل ہے کیا میں اسے ٹائم دے رہی ہوں اور یہ میری بے عزتی کر رہا ہے"۔

دل میں سوچتے ہوئے زیبائش نے اپنے چہرے کے تاثرات نہیں بدلے۔

"نہیں آپ ٹھیک کہ رہے ہیں میرے پاس واقعی وقت نہیں ہے کل آپ خود ہی ٹوور کر لیجیے گا"۔ مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ زیبائش ایک وارڈ میں چلی گئی جب کہ اسفند نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی۔

"ہاں میں نے تمہیں بتایا تھانا بالا کو ٹیمپرری پیرالائسز ہوا تھا تو وہ ٹھیک ہو سکتی ہے حالات ایسے آگ ئے تھے ہم علاج نہیں کروا سکے"۔ لنچ بریک کے دوران زیبائش جنت سے باتیں کرنے لگی۔

"ہاں انہی دنوں تمہارے ابو کی ڈیتھ ہو گئ تھی چلو اللہ خیر کرے گا"۔ جنت نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

"ہیلو لیڈیز" اسفندیار تیسری کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

"اف پھر سے نہیں" زیبائش زیرلب بڑبڑائی۔

"ہیلو" جنت نے کھوجتی نگاہیں زیبائش پر ڈالتے ہوئے بولا۔

"اوہ میں زیبائش کا فیملی فرینڈ ہوں اور ہم بچپن کے دوست ہیں" اسفند نے جنت کے تاثرات سمجھتے ہوئے تعارف کروایا۔

"بچپن کے دوست؟ کتنی خوش فہمیاں ہیں اس شخص کو"۔ زیبائش خاموشی سے اس کے تعارف پہ دل میں ہنسی تھی۔

"کل سے میری جوائنگ ہے پھر تو ہماری ملاقات ہوتی رہے گی"۔ اب وہ پوری طرح جنت کی جانب متوجہ تھا۔

"آپ ابھی تک یہیں ہیں مجھے لگا چلے گ ئے ہونگے"۔ زیبائش نے خاموشی توڑی۔

"آپ تو یہی چاہتی ہیں لیکن یہاں میرے اور کافی جاننے والے ہیں"۔ نرم مسکراہٹ کے ساتھ اس نے زیبائش کو دیکھتے ہوئے بولا تو وہ شرمندہ ہو گئ۔

آگے کی ساری لنچ بریک اسفندیار اور جنت نے باتوں میں گزاری جب کہ زیبائش نے کسی دلچسپی کا اظہار نہیں کیا۔

"اوکے میں چلتا ہوں کل ملیں گے" ہاتھ ہلاتا وہ جانے کیلیے گھوم گیا۔

"یار یہ مسکراسکرا کہ تھکتا نہیں ہے" زیبائش نے دل میں تبصرہ کیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"حد ہو گئی زیبائش اتنا اچھا آدمی ہے تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا اور تم اتنی روڈ کیوں ہو رہی تھی اس کے ساتھ "۔ جنت نے زیبائش کے رویے کو جانچ لیا تھا۔

"نہیں یار میں کہاں روڈ تھی میں ایسی ہی ہوں "۔ زیبائش کسی بحث کے موڈ میں نہیں تھی اور جنت نے کی بھی نہیں۔

ΔΔΔΔΔ

"ہیلو سر "عدالت عالیہ کی راہداری میں چلتا ہوا ابجرام ہر دو منٹ بعد یہ فقرہ سنتا اور سر کے خم سے جواب دیتا۔

"میری چائے بھیج دیں اور اگلے دو گھنٹے کوئی نہ آئے میرے آفس میں " آفس کے باہر بیٹھے پی اے کو تاکید کرتے اندر جاتے جاتے وہ رکا۔

"کل جو کام کہا تھا کر لیا تھا لفافہ پہنچا دیا تھا" اسے اچانک یاد آیا تھا۔

"جی سر دے دیا تھا" کوئی جواب دیے بغیر بجرام آفس میں چلا گیا۔

"ہیلو سر "فون پر بات کرتے ہوئے ساتھ ہی وہ کچھ کاغذات پر سائن کرنے لگا۔

"جی سر جی ہو جائے گا کام بجرام کو کہا ہے آپ نے اب فکر ہی نہ کریں لیکن بہت مہنگا ہوں میں معلوم ہو گا آپ کو"۔ اب اس نے ایک قہقہ لگایا تھا۔

" تعبدار سر جی تعبدار زمینوں کے کیس آپ کو پتہ ہیں لمبے چلتے ہیں لیکن کوئی نہیں میں جلدی کروا دوں گا"۔ چائے کا گھونٹ بھرتے بجرام نے کرسی سے ٹیک لگا لیا۔

"اب باپ کا بزنس چھوڑ کر اس فیلڈ میں آئے ہو کچھ آتا ہی ہو گا نا"۔ فون سے آنے والے آخری جملے پر وہ مسکرایا اور فون بند کر دیا۔

"بالا یہ دیکھو کون آیا ہے "گھر میں آتے ہی زیبائش نے اونچا سا بولا۔

کمرے سے بالا ویلچیئر گھسیٹتی زیبائش کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکی کو دیکھنے لگی۔ سفید کورٹ پہنے بال چٹیا میں باندھے وہ زیبائش کی ہی عمر کی ایک ڈاکٹر تھی۔

"یہ تمہاری فیزیو تھیرا پسٹ ہیں thanks to her کہ خاص طور پر تمہارے لیے گھر آئی ہیں ورنہ ہسپتال جانا پڑتا ہے۔" زیبائش اب ڈاکٹر اسما کو پانی کا گلاس دیتے ہوئے بالا سے تعارف کروانے لگی۔

"ارے زیبائش کیا ہو گیا ہے ہم دوست ہیں اتنا تو میرا فرض تھا"۔ پانی کا گلاس تھامتے اپنی خوبصورت آواز میں بولی۔

"اچھا سوری آج کا سیشن آپ لوگ اکیلے کریں انشاللہ کل سے میں بھی ہونگی ابھی میری امی کے ڈاکٹر سے میٹینگ ہے پوچھنا ہے کہ دوائیوں کی سوز کتنی رکھنی ہے"۔ اپنا پرس اٹھاتے زیبائش نے معذدت کرتے ہوئے کہا۔

"کوئی مسئلہ نہیں آپا آپ جائیں سب ٹھیک ہو گا"۔ بالا نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

"بھائی میں بھی جاؤں گی آپ کے ساتھ ہاسپٹل" امل اسفند کے بال بناتے کوئے کہنے لگی۔

"کیوں جی آپ کوئی ڈاکٹر ہیں؟"۔ اسفند نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"ڈاکٹر نہیں ہوں لیکن ڈاکٹر کی بہن ہوں جا سکتی ہوں میں". امل کے جواب پر اسفند ہنسا تھا۔

ان دونوں کو وہیں چھوڑ تو ساتھ کمرے میں ایمن اور مناہل آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔

"یار ایک بات بتاؤ یہ بھائی کو آج کل کیا ہوا ہے اتنے گم صم رہتے ہیں اور ابو کی ہر بات مان لیتے ہیں" ایمن نے منہ ہتھیلیوں میں گرائے مناہل سے پوچھا۔

"تمہیں کچھ پتہ بھی ہوتا ہے کہاں ہوتی ہو یار وہ بھائی نا لندن میں کسی سے لڑائی کر کہ آئے ہیں ورنہ ابو تو انہیں باہر جاب کروانا چاہتے تھے"۔

"نہ کرو" ایمن واقعی اس سب سے بے خبر تھی۔

"ہاں اور اسی لیے ابو بہت ناراض ہیں اور اتنی بار کہا ہے کہ واپس چلے جاؤ لیکن بھائی نہیں مانتے تبھی باقی ساری باتیں مان رہے ہیں"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اچھا میں بھی کہوں اتنے شریف نہیں تھے یہ" ایمن نے تبصرہ کیا تو نیلم بیگم کی آواز پہ مناہل اٹھ کر جانے لگی۔

بہت مرتبہ بیل بجانے کے باوجود کوئی رد عمل نہ آنے پر زیبائش نے چابی سے گھر کا دروازہ کھولا تو اندر مکمل خاموشی چھائی تھی۔ زیبائش کے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔

"یا اللہ خیر" بولتے ہوئے وہ کمرے میں پہنچی تو ایک زوردار چیخ مارتے ہوئے وہ آگے کو بھاگی اور اس کا پرس وہیں اس کے ہاتھ سے گر گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے اگلی قسط بہت جلد

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کاروائی کی جا سکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب